



سلمی ارسٹو

شخصیات

کے لئے بالکل فتح محسوس کرتے ہیں۔ ان کا کہنا ہے کہ ”میں سوچتی ہو کہ تم دلوں چیزوں کا سامنا کرنا چاہے جیسیں الہدایہ سے چیزوں کی خلاش میں رہے ہیں۔“

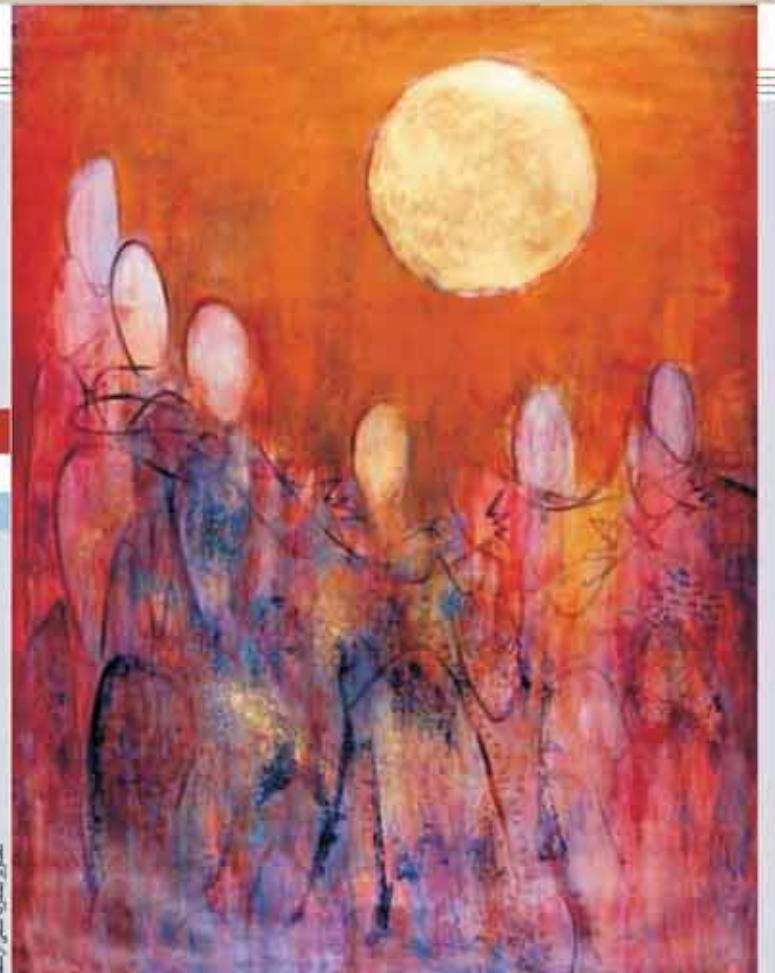
امریکہ میں ارسطو کے فن کو جو پڑی رائی میں اس سے مطمئن نظر آتی ہیں۔ وہ کہتی ہیں ”آرٹ کے امریکی قدر دلوں کی جانب سے مجھے کافی پڑی رائی میں۔ انہوں نے ہمارے کام کو خوشیوں سے بے رین اور اس کا پیار پڑا۔“ وہ

تھاتی ہیں کہ ان کے فن کے دلہوں میں ۱۹۵۵ء میں صدر امریکی میں اور بر صغیر کے خواص اور باہر رہنے والے مسلمان آج بھی نام طور پر آرٹ میں پیروں کا نہیں

مزید معلومات کے لئے:

سلمی ارسٹو

<http://www.salmaaarastu.com/>



ہوب. دی سن، ایکریلک آن کینتوس، ۱۴۰۶.۶۸، ۱۲۱.۹۲ × ۱۵۲.۳ سینٹی میٹر



ریجنل آٹ، ایکریلک آن کینتوس، ۱۴۰۶.۲۸ × ۱۵۲.۳ سینٹی میٹر

فنی پیغامات کی ترسیل

تحسین عثمانی

سالما

ارسطو کا فن اپنی کہانی خود بیان کرتا۔ وہ کہتی ہیں ”گرچہ میں منصوبہ بندر طرق پر ایسا نہیں کرتی جیسے میں کام شروع کرتی ہوں یعنی اپنے آپ اپنے لگاتے ہیں اپنے والد کو کھو دیا ہے۔ میں اس وقت دل سال کی تھی اور اسی وقت اسکول سے اپنی آئی تھی۔ چیزیں سے دل و ماغ میں پیش ہیں مثلاً اپنے نکل کی صورت میں ماسٹے آیے۔“

ارسطو کی اپنی تھیاتی میں کوئی پچھہ نہیں ہوتا اس لئے کہ ان کا مانا ہے کہ پھر تھیں کو ذات پات تو میت اور شہر پر میں ایک ہندو گھرانے میں ۱۹۵۱ء میں پیدا ہوئے والی سلمی ارسطو ہندوستان سے شرق و غرب اور پھر امریکہ کے معاشری و مذہبی پیش ہتھر کا وحی خبر پر کھتی ہیں۔ وہ نصف عربی خطاطی اور اسلامی آرٹ سے حاضر نظر آتی ہیں بلکہ ان کے فن پاروں میں مخفف تہذیب کی جملک ساق محسوس کی جا سکتی ہے۔ گوارہ شی کی سست ستر سے لے کر صوفی سیر یہ آشیار، کوئی پہلیاں تھیں، تقریب نہیں اور ایجادی، اجتماعی صادرات۔ نہ یعنی اور بھی پختہ ہو گیا۔ ان کے مطابق بغیر آشیار کی یکسری ایک ماں کی انسانی خلیل ہے جو کسی خاص نہیں برمیں بلکہ دل کی نہاد کی نہیں کر سکتی۔

(و) حادیت نک و زندگی کے مختلف سماںی اثرات کے تحلیل وہ کہتی ہیں کہ ”وہ امریکیوں کی ایمانداری، ان کی سچائی، زندگی کی

خوشیوں سے مرشار ہونے کی خواہیں اور مختلف ثنوں و لطیف اور تیاروں کو حاصل کے انداز سے متاثر ہیں۔“

پھر تھیاتیں میں بندوق تھیں اور اسلامی ایک میں تھیں۔ ۱۹۸۲ء میں امریکہ کے بیت الامم پہلے خلیل ہو گئی اور ۲۰۰۹ء سے بُرکی اے میں تھیں۔ سلمی ارسطو کی خوشیں برسوں سے زائد سے صوری کر رہی ہیں۔ ۱۹۷۴ء میں اہم نیس پر تحدیتی

بلدوں سے فائن آرٹ میں اپنے بھیجن کے بعد سے اسی دلیل میں ہیں۔ پیشک کے ساتھ ساتھ جسم سازی میں بھی

لیٹی آرٹی کرنی ہیں جس کی ایسا نہیں ۲۰۰۵ء میں کیے۔ ارسطو اپنی تھیاتی میں کوئی تھیک ہیں کہ وہ مذہبی یا کے

ارسطو کے شہر عالم در حسین ایک آرٹیٹ ہیں اور وہ خود ایک آرٹ ایڈنڈر دلوں خود کو امریکی طرز زندگی نہیں نہیں کیا کہ ان کی پیشکوں دو ایجادی طقوں سے ایجادی طقوں کی محتاشی ہیں۔ اور اس طرح انہوں نے

اپنے خیموں کو کل دینے کے لئے مخفف ذریعوں کا سہارا لیا۔ اسے اپنے کچھی میں پر یہ کوش کی ایں

آخر کا انہوں نے اٹوئی اور اسیل جسموں کو اپنے حرف اور میکس کا ترجیhan بنایا۔

امریکہ اور ہندوستان کی تھیاتی فضائے تھیں ان کا کہنا ہے کہ وہ ہندوستان میں ۲۰۰۷ء کی دہائی کی ابتداء میں

حصیں جب وہ آرٹ کی طلب تھیں اور اس زمانے میں ہندوستان میں آرٹ پکھوں یا لعلی اور لوں بھکھ مدد

تھا اور یا آن ہی طرح مام آہیں کی تھیں یا کچھے دو تھیں جب وہ ۸۰ء سے وسط میں امریکے پیشکوں توہاں

اپنے جسموں ہو کر دنیا چرست آرٹ بھرا چاہے۔ اسکوں میں آرٹ کو بہت زیادہ اہمیت دی جاتی ہے اور لوگ حقیقی آرٹ کی قدر کرتے ہیں۔

ارسطو کا کہنا ہے کہ ”آرٹ ان کی ضرورت ہے۔ ایکبار کی ضرورت لوگوں کی سچیتی کی ضرورت۔ میں آن

صرف اس لئے ایک آرٹ ہوں کہ میں کچھ اور بننا نہیں چاہتی۔ میں نے بھیں سے اسی یہ جسموں کیا کہ مجھے کچھ

اہم کہنا ہے میرے دوسرے کے لئے میں نے اطراف میں بھرے ہوئے خاکوں کا استعمال کیا۔“

ارسطو کی ایں ”میں انانی تھل سے محبت کرتی ہوں اور ان خاکوں کے ساتھ کچھ جاننا چاہتی ہیں جو کر

پیار، اہم، اتحاد، شراست کے علاوہ ارسطو کو لکھنے کا بھی شوق ہے۔ انہوں نے کچھ کہا ہے میرا میں، نہیں

اور فرائے تحریر کے ہیں۔ ہندی میں انہوں کا ان کا سپلا جھوٹ ”دی کی میرے صیال“ ۱۹۸۱ء میں ساختے کا

ایکی میں آنحضرت دلش کے تقاویں سے شائع ہوا۔ امریکہ میں ہوتے کے بعد اور اگریزی میں بھی تھیں آنحضرت کی تھیں اور ان کی عالی آرٹ بک ”دی لیریکل اس“ میں اگریزی میں ان کی ۳۰ مخفف نظمیں بھی شال ہیں۔

سلمی ارسطو کا کہنے کی تحریر دیتا ہے۔ ارسطو کا دنیا ان کا عقیدہ ہے جو انہیں زیادہ سے زیادہ کام کرنے کی تحریر دیتا ہے۔

ارسطو کی پیشکوں کی خدمتی سے قریب نظر آتی ہے۔ اپنی ایک پیشک ”جب وہ وہ، ہو گئی“ کے

بارے میں وہ بتاتی ہیں کہ ”یہ مظہر میرے ذہن میں بکپن سے ہی بیٹھا ہوا تھا۔ جب کی بات ہے جب میری ماں